۷۔ رانی کیتکی کی کہانی

انشاء اللہ خان انشؔا

پہلی بات : پرانے زمانے میں آج کل کی طرح تفریح کے ذرائع نہیں تھے؛ فلمیں، ٹی وی اور نہ کارٹون۔ بچے اپنے گھر میں شام ہوتے ہی بزرگوں کے آس پاس جمع ہوجاتے اور ان سے کہانیاں سننے کی ضد کرتے۔ بڑے بزرگ جو کہانیاں سناتے وہ بہت دلچسپ اور سبق آموز ہوتیں۔ ان کے سنانے کا انداز بھی ایسا ہوتا کہ بچے کہانی کے ہر موڑ کو اپنے تصور میں واقع ہوتا محسوس کرتے۔ زیرِ نظر کہانی بھی ایسی ہی ہے جس میں واقعات کا بیان اور زبان کے خوبصورت استعمال کی وجہ سے ایک سماں بندھ جاتا ہے۔

جان پہچان : انشاء اللہ خان انشؔا یکم دسمبر ۱۷۵۲ء کو مرشد آباد میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد ماشاء اللہ خان کے ساتھ ۱۷۷۹ء میں وہ لکھنؤ پہنچے۔ بعد میں دلّی میں شاہ عالم کے دربار سے وابستہ ہوگئے۔ وہ بہت ذہین اور حساس تھے۔ انھیں کئی زبانوں پر قدرت حاصل تھی۔ ان کا شمار اپنے عہد کے اہم ترین شعرا میں ہوتا ہے۔ انشؔا نے مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی لیکن غزل کی صنف پر خصوصی توجہ دی۔ ’رانی کیتکی کی کہانی‘ اور ’سلکِ گہر‘ ان کی مختصر داستانیں ہیں۔ رانی کیتکی کی کہانی میں انھوں نے کوشش کی کہ اس میں فارسی اور عربی کا کوئی لفظ نہ آنے پائے۔ ۱۹ مئی ۱۸۱۷ء کو لکھنؤ میں انشؔا کا انتقال ہوگیا۔

داستان : افسانوی ادب میں داستان سب سے قدیم صنف ہے۔ بنیادی طور پر داستان بیانیے کا فن ہے جس کا زیادہ تعلق سننے سنانے سے رہا ہے۔

داستان کہانی بیان کرنے کا ایک اسلوب ہے جس میں چند مرکزی کرداروں کو پیش آنے والے واقعے کے گرد بے شمار طویل و مختصر واقعات مختلف کرداروں کے ذریعے بیان کیے جاتے ہیں۔

داستان کسی ایک واقعے پر مبنی نہیں ہوتی۔ داستان کے تمام واقعات عام طور سے کسی مرکزی کردار کی زبانی بیان کیے جاتے ہیں اور ہر واقعے کے اہم کردار دوسرے واقعے کے اہم کرداروں سے مختلف ہوتے ہیں۔ داستان گو داستان میں شامل قصے کو اس طرح ختم کرتا ہے کہ داستان سننے والے اگلے واقعے کو سننے کے لیے بے چین ہوجاتے ہیں۔ اس طرح ایک قصے سے دوسرا قصہ نکلتا چلا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے داستان طویل ہوتی چلی جاتی ہے۔

داستان کا مرکزی کردار کسی بڑی مہم کو سر کرنے کے لیے کئی طرح کے خطرناک مرحلوں سے گزرتا ہے۔ جب وہ مہم سر ہوجاتی ہے تو ایک خاص منزل پر داستان اپنے انجام تک پہنچتی ہے۔ عام طور پر اس کا انجام خوش گوار ہوتا ہے۔

داستان نظم و نثر دونوں میں پائی جاتی ہے۔ نظم میں اسے مثنوی سمجھنا چاہیے۔ ’داستانِ امیر حمزہ، بوستانِ خیال، آرائشِ محفل، باغ و بہار، فسانۂ عجائب، طلسمِ حیرت، الف لیلہ، رانی کیتکی کی کہانی‘ وغیرہ نثری داستانیں ہیں۔ ’سحر البیان‘ اور ’گلزارِ نسیم‘ کو منظوم داستان کہہ سکتے ہیں۔ یہ منظوم داستانیں مثنوی کی ہیئت میں ہیں۔

کسی دیس میں کسی راجا کے گھر ایک بیٹا تھا۔ اسے اس کے ماں باپ اور سب گھر کے لوگ کنور اودے بھان پکارتے تھے۔ اس کا اچھا پن اور بھلا لگنا کچھ ایسا نہ تھا جو کسی کے لکھنے اور کہنے میں آسکے۔ پندرہ برس بھر کے اُونّے سولھویں میں پانو رکھا تھا۔ کچھ یوں ہی سی اس کی مَسیں بھیگتی چلی تھیں۔ اکڑ تکڑ اس میں بہت سی سما رہی تھی، کسی کو کچھ سمجھتا نہ تھا۔

ایک دن ہریالی دیکھنے کو اپنے گھوڑے پر چڑھ کر اٹھکھیل پنے اور لڑکپن کے ساتھ دیکھتا بھالتا چلا جاتا تھا۔ اتنے میں جو ایک ہرنی اس کے سامنے آئی تو اس کا جی لوٹ پوٹ ہوا۔ اس نے ہرنی کے پیچھے، سبھی کو چھوڑ چھاڑ کر گھوڑا پھینکا۔ بھلا کوئی گھوڑا اس کو پاسکتا تھا؟ جب سورج چھپ گیا اور ہرنی آنکھوں سے اوجھل ہوئی تب تو یہ کنور اودے بھان بھوکا پیاسا، جمہاتا، انگڑائیاں لیتا، ہکّا بکّا ہوکے

لگا آسرا ڈھونڈھنے۔ اتنے میں کچھ ایک امریّاں دھیان چڑھیں۔ اُدھر چل نکلا، تو کیا دیکھتا ہے کہ چالیس پچاس عورتیں جھوُلا ڈالے ہوئے جھول رہی ہیں اور ساون گاتیاں ہیں۔ جوں ہی انھوں نے اس کو دیکھا، تو، "تو کون؟ تو کون؟" کہہ کر چنگھاڑ سی پڑ گئی۔

جھوُلا جھوُلنے والی، لال جوڑا پہنے ہوئے، جس کو سب رانی کیتکی کہتے تھے، نے کہا، "اس لگ چلنے کو بھلا کیا کہتے ہیں؟ ہک نہ دھک، جو تم جھٹ سے ٹپک پڑے، یہاں سے چلے جاؤ۔"

تب اس نے مسوس کے، ملولا کھا کے کہا، "اتنی رُکھائیاں نہ کیجیے۔ میں سارے دن کا تھکا ہوا، ایک پیڑ کی چھانہہ میں، اس کا بچاؤ کرکے پڑ رہوں گا۔ بڑے تڑکے، دھندلکے میں اٹھ کر، جدھر کو منہ پڑے گا، چلا جاؤں گا۔ کچھ کسی کا لینا دینا نہیں۔ ایک ہرنی کے پیچھے سب لوگوں کو چھوڑ کر، گھوڑا اپھینکا تھا۔ جب تک اجیالا رہا، اسی کے دھیان میں تھا۔ جب اندھیرا چھا گیا اور جی بہت گھبرا گیا، اِن امریّوں کا آسرا ڈھونڈھ کر یہاں چلا آیا ہوں۔ کچھ روک ٹوک تو اتنی نہ تھی، جو ماتھا ٹھنک جاتا اور رُک رہتا۔ سر اُٹھائے ہانپتا ہوا چلا آیا۔"

یہ بات سن کر وہ لال جوڑے والی نے کہا، "ہاں جی! بولیاں ٹھولیاں نہ مارو۔ ان کو کہہ دو، جہاں جی چاہے، اپنے پڑ رہیں۔ اور جو کچھ کھانے پینے کو مانگیں، سو انھیں پہنچا دو۔ گھر آئے کو کسی نے آج تک مار نہیں ڈالا۔ ان کے گال تمتمائے، ہونٹ پپڑائے اور گھوڑے کا ہانپنا اور جی کا کانپنا اور نڈھال ہو کے گر پڑنا، ان کو سچّا کرتا ہے۔ بات بنائی ہوئی کوئی چھپتی ہے؟ پر ہمارے اور ان کے بیچ میں کچھ اوٹ سی کپڑے لتّے کی کر دو۔"

اتنا آسرا پا کے، سب سے پرے کونے میں جو پانچ سات چھوٹے چھوٹے پودھے سے تھے، ان کی چھانہہ میں کنور اودے بھان نے اپنا بچھونا کیا اور کچھ سرہانے دھر کے چاہتا تھا سو رہے، پر نیند کہاں آتی تھی؟ پڑا پڑا اپنے جی سے باتیں کر رہا تھا۔

معانی و اشارات

اونّے	اُس نے	ہک نہ دھک	بِلا جھجک
مسیں بھیگنا	مونچھوں کی روئیں نکلنا	مسوس کے	رنجیدہ ہوکر
اُٹھکیل پن	مستانہ چال/شوخی کے ساتھ	ملولا کھا کے	غمگین ہوکر
جمہاتا	جماہی لیتا	رُکھائیاں	بے مروّتی، روکھا پن
امریّاں	امرائی کی جمع، آموں کے درختوں کے جھنڈ	چھانہہ	چھاؤں
گاتیاں	گاتی ہوئیں	اُجیالا	اُجالا
لگ	طرح، تک	ہونٹ پپڑانا	ہونٹ سوکھ جانا

◄ 'جان پہچان' کی مدد سے داستان کے مصنف کا تعارفی خاکہ مکمل کیجیے۔

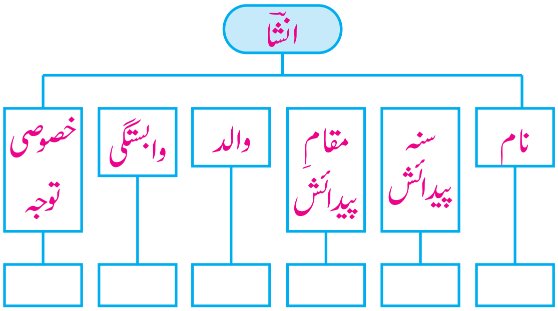

◄ درج ذیل خاکہ مکمل کیجیے۔

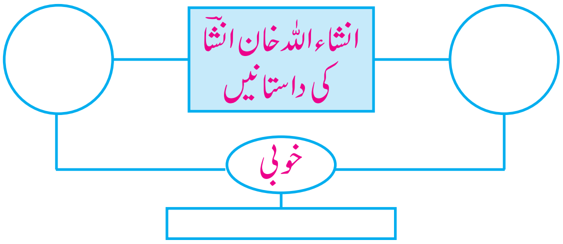

◄ ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱۔ کنور اودے بھان کون تھا؟
۲۔ کنور اودے بھان کی عمر کتنی تھی؟
۳۔ کنور اودے بھان آسرا کیوں ڈھونڈ نے لگا؟
۴۔ کنور اودے بھان نے امریّوں کے پاس کیا دیکھا؟
۵۔ رانی کیتکی نے کنور کو دیکھ کر کیا کہا؟
۶۔ کنور اودے بھان نے کہاں آرام کیا؟

◄ مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ سولھویں برس میں کنور اودے بھان میں کیا تبدیلیاں آئیں؟
۲۔ کنور اودے بھان نے رانی کیتکی سے کیا درخواست کی؟
۳۔ کنور اودے بھان جنگل میں کیوں بھٹک گیا؟
۴۔ رانی کیتکی نے اودے بھان کی درخواست سن کر کیا کہا؟

◄ مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ رانی کیتکی کی کہانی کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔
۲۔ کنور اودے بھان کا حلیہ اپنے لفظوں میں لکھیے۔

◄ صرف نام لکھیے۔

۱۔ راجا کا بیٹا ←
۲۔ لال جوڑا پہنے جھولا جھولنے والی ←

زورِ قلم

◄ ہدایات کے مطابق مندرجہ ذیل سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

۱۔ امریّوں کے ماحول کو اپنے لفظوں میں قلمبند کیجیے۔
۲۔ سبق کی روشنی میں رانی کیتکی کی پہچان لکھیے۔

تلاش و جستجو

◄ ذیل کے الفاظ کے لیے سبق میں استعمال کیے ہوئے الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

۱۔ مستانہ پن	۲۔ اس نے
۳۔ بِلا جھجک	۴۔ غمگین ہوکر
۵۔ بے مروّتی	۶۔ ہونٹ سوکھ جانا

بول چال

◄ ذیل کے محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

۱۔ ٹپک پڑنا	۲۔ جی لوٹ پوٹ ہونا
۳۔ بولیاں ٹھولیاں مارنا	۴۔ اوجھل ہونا

◄ ذیل کے جملوں کو اپنی زبان میں لکھیے۔

۱۔ پندرہ برس بھر کے اُونے سولھویں میں پانو رکھا تھا۔
۲۔ اس نے ہرنی کے پیچھے، سبھی کو چھوڑ چھاڑ کر گھوڑا اپھینکا۔
۳۔ عورتیں جھولا ڈالے ہوئے ساون گاتیاں ہیں۔
۴۔ تب اس نے مسوس کے، ملولا کھا کے کہا، "اتنی رُکھائیاں نہ کیجیے۔"
۵۔ ہاں جی ! بولیاں ٹھولیاں نہ مارو۔ ان کو کہہ دو، جہاں جی چاہے، اپنے پڑ رہیں۔

NMYC1C